Fikr-o-Nasar (Islamabad) 25:2 (1987)

سلسلۂ شطّاریہ بہار میں

ڈاکٹر فضیل احمد قادری

تصوف اسلام کی تاریخ میں سلسلہ شطاریہ واحد روحانی سلسلہ ہے جس کا نام روحانی خصوصیت کی وجہ سے رائج ہے ورنہ تمام سلاسل کسی جگہ یا کسی روحانی پیشوا کے نام سے موسوم ھیں ۔ یہ سلسلہ حضرت بایزید طیفور بسطامی (۱) سے منسوب ہے ۔ اس کی وجہ تسمیہ کے متعلق بہت سی آراء ھیں ، مناھج الشطار کے مصنف کی رائے بہت جامع ہے ، وہ لکھتے ھیں :

شطار صیغۂ مبالغہ شاطر است الشطر بمعنی جانب و طرف آید ۔ چوں طالب حق روئے ہمت ازهر سوگردانید متوجه قبلۂ جمال الٰہی باشد شاطر شد ۔ چوں فناء نفس وھوا واماتت آں درملاحظه توحید ذات وصفات و افعال الٰہی نمود وماسوی الله راعدم دید واصل حقیقی شد، شطار اطلاق یافت ولفظ شطار در رساله حضرت نجم الدین کبری بالفظ اخیار و ابرار مذکور شده است ایں همه لفظ جمع اند پس شطار هم جمع شاطر بضم باشد چنانچه جهال وعقال و حکام که جمع جاهل و عاقل و حاکم بضم است تاحسن مقابله اخیار و ابرار باشد و در طرح شطار بمعنی شطرنج باز و شتر تیز رو و کودک شوخ گفته ایں معنی دریں طایفه یافته می شود که حق تعالی مجاهدان فی الله که حق جهاد که معرفت ذات وصفات الٰہی حاصل می نماید و وعده مشاهده رویت خود اینها را بعد مرگ طبعی در دار آخرت نموده که بقدر معرفت ایں

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

جہاں رویت و مشاهده درآں جہاں خواهد بخشید ۔ چوں طایفه موعوده آخرت را بمرگ ارادی دریں جہاں خواستند پس هم شوخ و تیز رو و بازنده خودی نامیده شدند (۲) ۔

(شطار شاطر کا صیغۂ مبالغه ہے۔ الشطر کے معنی جانب اور طرف کے ہوتے هیں ۔ جب طالب حق هر طرف سے روگردانی کرکے جمال الٰهی کے قبله کی طرف متوجه ہوتا ہے تو شاطر هو جاتا ہے چونکه اس میں وہ فنا نفس وهوا اور اماتت، ملاحظه توحید اور ذات و صفات الٰهی سے دوچار ہوتا ہے۔ الله کے سوا کسی کو نہیں دیکھتا اور واصل حقیقی ہوتا ہے یوں شطار کا اطلاق اس پر ہونے لگتا ہے۔ لفظ شطار رساله حضرت نجم الدین کبری میں اخیار و ابرار کے ساتھ استعمال هوا ہے۔ یه تمام الفاظ جمع هیں ۔ چنانچه شطار بھی جمع هوا جیسا که جہال، عقال و حکام جاهل ، عاقل اور جاکم کی جمع ہے تاکه ابرار و اخیار کے ساتھ حسن مقابله هو سکے ۔ شطار ، شطرنج باز، شتر تیز رو اور شوخ بچه کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ یه لفظ ان لوگوں کے لئے بھی استعمال کیا گیا ہے جو معرفت ذات اور صفات الٰهی کے لئے جهاد کرتے هیں کیونکه اس کے ذریعه الله تعالی انهیں بعد مرگ طبعی آخرت میں اپنے رویت اور مشاهدے سے نوازے گا ۔ چونکه یه لوگ آخرت مرگ ارادی سے اس جہاں میں حاصل کرتے هیں لهذا شوخ، تیز رو اور بازندۂ خودی کہلاتے هیں ۔)

شیخ قاضن شطاری اپنے ملفوظ میں فرماتے هیں : الشطر القریب (۳)

اور آگے چل کر پھر فرماتے هیں :

شغل شطار حضرت رسالت پناه را جبرئیل در آخر عمر تلقین کرده اند (۴) ۔

(شغل شطار حضرت رسالت پناہؐ کو جبرئیل نے آخیر عمر میں تلقین کیا ۔)

یہ سلسلہ ہندوستان میں فردوسیہ کے نام سے بھی موسوم ہے ۔ چنانچہ مخدوم شعیب فردوسی کا خیال ہے کہ دراصل یہ سلسلہ شطاریہ ھی ہے چونکہ حضرت شیخ رکن الدین فردوسی کے نام سے مشہور ہوئے اس لئے یہ سلسلۂ ہندوستان میں فردوسیہ کے نام سے مشہور ہوا (۵) بعد میں شاہ عبداللہ شطار سے جو سلسلہ ہندوستان میں قائم ہوا اس نے شطاریہ کے نام سے شہرت پائی ۔ دراصل فردوسیہ اور شطاریہ سلاسل سلسلہ خواجگان سے متعلق ھیں ۔ سلسلہ شطاریہ بخارا میں عشقیہ اور روم میں طیفوریہ یا بسطامیہ کے نام سے مشہور ہوا (٦) ۔

سلسلہ طیفوریہ ، بسطامیہ کے اول ترین بزرگ جو شطار کے نام سے مشہور ہوئے شاہ عبداللہ ھیں ، انھوں نے ریاضت شاقہ کے بعد شغل علم شطار حاصل کیا تھا ۔ چنانچہ ان کے پیر شیخ عارف انہیں عبداللہ شطار کہہ کر مخاطب فرماتے تھے ۔ یوں سلسلہ شطار ان سے منسوب ہوا اور پھیلا (۷) ۔ شاہ عبداللہ شطار پندرھویں صدی عیسوی کے ربع آخر میں ہندوستان تشریف لائے اور برصغیر کا ایک طوفانی دورہ کیا اور آخر میں مانڈو میں مستقل سکونت اختیار کرلی اور وھیں ۱۴۸۵ء میں داعی اجل کو لبیک کہا (۸) ۔

ہندوستان میں شاہ عبداللہ شطار کے دو خلفاء شیخ محمد قاضن اور شیخ محمد حفیظ جونپوری ہوئے ۔ زیر نظر مقالے میں شیخ محمد قاضن اور ان کی اولاد کی زندگی ، تعلیمات اور سلسلہ شطاریہ کی ترویج و اشاعت میں ان کی مساعی کا جائزہ لیا گیا ہے ۔

شیخ محمد قاضن شطاری کے اجداد دیار عرب سے آکر بہار کے قصبہ میں آباد ہوئے ـ بہار میں عہد وسطی کی تاریخ میں قصبہ منیر کو خاص اہمیت حاصل ہے ـ یہ قصبہ موجودہ شہر پٹنہ کے مغرب میں ۲۵ کیلو میٹر کی دوری پر واقع ہے ـ مسلمانوں کے ابتدائی عہد حکومت میں مشرقی ہندوستان میں رشد و ہدایت اور تصوف و عرفان کے سوتے اسی قصبے سے پھوٹے ہیں ـ شنگ اور موریہ عہد سے متعلق آثار قدیمہ کے جو مآخذ اس علاقے میں ملے ہیں ان کی رو سے یہ علاقہ ۶۰۰ سال قبل مسیح سے آباد تھا (۹) ـ لیکن قصبہ منیر کا نام واضح طور پر ۱۲۲۶ء کے تانبے کے ایک دان پتر میں ملتا ہے جو قنوج کے گرھوال راجہ گووند چندر دیو نے منیر کے ایک برھمن گینشور سرمن کو عطا کیا تھا ـ :

,, جلیل القدر فرمانروا گووند چندر باخبر کرتا ہے اور ہدایت جاری کرتا ہے ان لوگوں کے نام جو منیر ڈویژن کے پنڈالی اور گوناڈی گاؤں میں رہتے ہیں ـ واضح ہو کہ مذکورہ گاؤں زمین وپانی ، دھات کی کانیں ، نمک کے ذخائر، مچھلیوں کے تالاب، خندق و خشکی، درخت اور آم کے جنگلوں کے ساتھ برھمن ٹھاکر سری گینشور سرمن کو اتوار، جیٹھ کی ۱۱ تاریخ ۱۱۸۳ سپرد کرتا ہے ـ بموجب حکم تم لوگ اپنے بقایا مالگذاری، تجارتی ٹیکس اور ترکوں کے ٹیکس کے ساتھ ادا کرو (۱۰) ،، ـ

قصبہ منیر سے متعلق جس اول مسلمان ہستی کا ذکر ملتا ہے وہ مومن عارف کی تھی ـ کہا جاتا ہے کہ سلطنت دھلی کے قیام سے قبل وہ بغرض اشاعت اسلام اس علاقے میں آئے اور منیر کے ہندو راجہ کی ایذا رسانی سے تنگ آکر مدینہ روانہ ہوئے جہاں انہوں نے اپنی روداد بیت المقدس کے محلہ قدس خلیل کے رہنے والے امام محمد تاج فقہیہ

سے بیان کی ۔ تاج فقیہہ انکی مدد پر کمربستہ ہوئے اور مجاھدین کی ایک جماعت لیکر منیر تشریف لائے ۔ راجہ نے راہ فرار اختیار کرنا چاھی مگر بھاگ نہ سکا اور تاج فقیہہ کے ھاتھوں مارا گیا، اسطرح منیر فتح ہوا (۱۱) لیکن تاج فقیہہ کا دل یہاں نہیں لگا (۱۲) اور اپنے بیٹوں شیخ محمد اسرائیل (۱۳) اور شیخ محمد اسماعیل (۱۴) جن کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا منیر میں چھوڑ کر اپنے وطن قدس خلیل روانہ ہو گئے جہاں انھوں نے اپنی سالی سے نکاح ثانی کیا اور اس نکاح سے شیخ عبدالعزیز (۱۵) پیدا ہوئے جو اپنے والد کے انتقال کے بعد اپنے سوتیلے بھائیوں کے پاس منیر آ گئے ۔

مومن عارف اور امام محمد تاج فقیہہ کی شخصیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ اول الذکر کا مزار منیر میں موجود ہے اور موخر الذکر کی اولاد منیر ، بہار شریف، ترہت (شمالی بہار)، کاکو اور دیگر مقامات پر موجود ہے مگر تاریخ کے طالب علم کے لئے بغیر کسی معاصر ثبوت کے یہ بڑا اھم سوال ہے کہ کیا واقعی تاج فقیہہ منیر آئے تھے اور آئے تو کب ؟ معاصر تذکرہ کوئی نہیں ہے ۔ مخدوم شعیب فردوسی نے مناقب الاصفیاء میں تاج فقیہہ اور فتح منیر کے سلسلے میں کچھ نہیں لکھا ۔ فرزند علی صوفی منیری نے مناقب الاصفیاء کے ترجمے میں کچھ اضافے کئے اور فتح منیر کا واقعہ تحریر کیا ، بعد کے تذکرہ نگاروں نے اسے من و عن قبول بھی کر لیا (۱۶) ۔

اختیار الدین بن بختیار خلجی کے حملے سے پہلے بہار اور مشرقی ھندوستان میں مسلمانوں کی آمد کی کوئی اطلاع نہیں ملتی ۔ بجز اس کے کہ کچھ مقامات پر مقابر موجود تھے (۱۷) مگر یہ بات

بھی ابھی تحقیق طلب ہے۔ بختیار خلجی نے ۱۱۹۹ء میں بہار اور مشرقی ہندوستان کو فتح کیا (۱۸) ممکن ہے تاج فقیہہ بختیار خلجی کے لشکر کے ساتھ منیر آئے ہوں (۱۹)، یہ ممکن ہے کہ وہ خود نہ آئے ہوں اور اپنے بیٹوں شیخ محمد اسرائیل اور شیخ محمد اسمعیل کو بھیجا ہو اور شیخ عبدالعزیز اپنے والد کے انتقال کے بعد اپنے بھائیوں کے پاس منیر آ گئے ہوں۔

تاج فقیہہ کے بڑے صاحبزادے شیخ محمد اسرائیل منیر میں رہے اور اشاعت دین میں مشغول ہوئے ان کے صاحبزادے شیخ یحیی منیری تھے جن کے بیٹے شیخ شرف الدین احمد (۱۳۸۱ ـ ۱۲۶۳ء) نے بہار اور اس کے نواح میں سلسلہ فردوسیہ کو فروغ دیا اور اپنے عہد کی ممتاز روحانی شخصیت کی حیثیت سے شہرت پائی

شیخ محمد اسمعیل تاج فقیہہ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ مشہور ہے کہ اپنے والد کے حکم سے وہ گنگا ندی کے شمالی جانب ترہت کے علاقے میں آباد ہوئے اور اشاعت دین اور اعلائے کلمة الحق میں مشغول ہوئے۔ ترہت میں ان کا قیام کس جگہ رہا یہ بات پورے وثوق سے نہیں کہی جا سکتی ، مگر چونکہ ان کی اولاد موجودہ ویشالی ضلعے کے بنیا بساڑھ اور جندھا میں آباد رہی لہذا کہا جا سکتا ہے کہ دریائے گنگا کے کنارے ھی ان کا مستقر رہا ہوگا۔ شیخ محمد اسمعیل کی ساتویں پشت میں شیخ محمد قاضن شطاری پیدا ہوئے جن سے سلسلہ شطاریہ بہار اور ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں اشاعت پذیر ہوا۔ شیخ قاضن شطاری کا شجرہ نسب اس طرح ہے (۲۰)۔

امام محمد تاج فقیهه

شیخ محمد اسرائیل (جد امجد شیخ شرف الدین احمد)	شیخ محمد اسمعیل منیری ثم ترهتی	شیخ عبدالعزیز (اولاد کاکو ضلع گیا میں آباد هوئی)

شیخ محمد ابراهیم	شیخ منهاج الدین	شیخ صلاح الدین	شیخ ضیاء الدین

شیخ صلاح الدین
شیخ سلیمان
شیخ علی
شیخ جمال
شیخ عالم
شیخ محمد علا
شیخ فیض الله ابو محمد عرف محمد قاضن شطاری

شیخ فیض الله ابو محمد عرف شیخ محمد قاضن شطاری (۲۱) هندوستان کے پهلے بزرگ هیں جن کے ذریعے شطاریه سلسله اور اس کی تعلیمات عام هوئیں ـ آپ کی تعلیم و تربیت کهاں تک هوئی اور مروجه علوم ظاهری سے کهاں تک واقف تهے اس سلسلے میں کوئی تحریری بیان نهیں ملتا ـ معدن الاسرار (۲۲) جو آپ کے ملفوظات کا مجموعه ہے اس امر میں خاموش ہے لیکن ملفوظات کے مطالعے سے معلوم هوتا ہے که یه ایک عالم متبحر اور عظیم صوفی کے بیانات هیں ـ ممکن ہے آپ کی تعلیم و تربیت اس زمانے کے رواج کے مطابق گهر میں هوئی هو ـ شیخ محمد قاضن شطاری کی شادی شیخ زاهد بن شاه بدها چشتی کی صاحبزادی سے هوئی (۲۳) ـ

شیخ زاهد چشتیہ سلسلہ کے بزرگ تھے ممکن ہے انہوں نے شیخ محمد قاضن کو اپنے سلسلے کی کچھ تعلیمات بھی دی ہوں ۔ شیخ محمد قاضن مخدوم شرف الدین احمد کے مزار پر اکثر مراقب ہوتے تھے اور وہیں سے شاہ عبداللہ شطار کی خدمت میں جانے کی بشارت ملی تھی (۲۴) ۔

شیخ محمد قاضن شطاری کے پیر و مرشد شاہ عبد اللہ شطار (۲۵)، شیخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد (۲٦) میں سے تھے اور بیعت و خلافت شیخ محمد عارف سے تھی (۲۷) ۔ شیخ عبدالحق محدث دهلوی کا بیان ہے کہ :

شاہ عبداللہ سطوت و شوکت ظاهر و باطن داشت (۲۸)

ان کے جسم پر شاہی لباس اور همراهیوں کے جسم پر فوجی وردی ہوتی تھی ۔ اسی شان سے سیاحی کرتے تھے اور کسی کسی مقام پر ٹھہر کر اعلان کرتے تھے :-

طالبے هست که بیاید تا او را بخدا راه نمایم (۲۹)

شیخ محمد قاضن شطاری (۳۰) نے شمالی بہار میں ترہت کے علاقے کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا اور سلسلہ شطاریہ کی اشاعت میں مشغول ہوئے ۔ انہوں نے اپنے سلسلے کی اجازت اپنے تینوں صاحبزادوں شیخ اویس، شیخ عبدالرحمن اور ابو الفتح هدیة اللہ سرمست، داماد میر سید علی عرف منجھن شطاری اور شیخ ظہور حاجی حمید حصور کو دی جن کے ذریعے یہ سلسلہ هندوستان کے طول و عرض میں پھیلا ۔

شیخ اویس المعروف بہ مخدوم شہید نے مظفر پور اور سارن کے اضلاع میں سلسلہ شطاریہ کی ترویج کی اور وہ چیرو قبیلے کے ہاتھوں اس وقت شہید ہوئے جب اس قبیلے میں اسلام کی اشاعت

کی غرض سے تشریف لے گئے اور ایک مسجد کی بنا ڈال رہے تھے (۳۱) اس زمانے میں مظفر پور اور سارن میں چیرو قبیلے کا بڑا زور تھا ـ اس علاقے میں چیرو راجاؤں کے قلعے کے کچھ آثار کننگھم کو بھی ملے تھے (۳۲) ـ بہار اور اس کے نواح میں شطاری سلسلہ شیخ اویس کی اولاد سے جاری رہا ـ

شیخ شہاب الدین المعروف بہ شیخ عبدالرحمن شطاری شیخ محمد قاضن کے دوسرے صاحبزادے تھے ـ آپ کا مزار سریا گنج ضلع مظفر پور میں ہے ـ شیخ جلال الدین حافظ ناصحی سارنی عرف حافظ منجھن آپ کے خلیفہ تھے جن سے یہ سلسلہ شیخ دولت منیری (م ١٦٠٨ء) کو پہنچا (۳۳) ـ

شیخ محمد قاضن شطاری کے تیسرے اور چھوٹے صاحبزادے شیخ ابو الفتح هدية الله سرمست ھیں جو سب سے زیادہ مشھور ہوئے ـ شیخ ابوالفتح هدية الله (۱۴۷۷ ـ ۱۵۳۷) نے علوم معقول و منقول اور علوم عجائب و غرائب اپنے والد سے حاصل کئے ـ سترہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے ـ هادي سرمست (۸۸۲ھ) سے آپ کی تاریخ پیدائش نکلتی ہے اور محو تجلیات (۹۴۴ھ) الہی سے تاریخ وصال ، ابدی سے تاریخ خلافت اور احمدي (۹۶۳ھ) سے تاریخ عمر (۳۴) ـ

شیخ ابو الفتح هدية الله سرمست کے بعد آپ کے اکلوتے صاحبزادے شیخ عبدالوھاب عرف رکن الدین مسند ارشاد پر بیٹھے ـ اپنے والد کے علاوہ یہ اپنے چچا بزرگوار شیخ عبدالرحمن سے بھی مجاز تھے (۳۵) ـ شیخ رکن الدین صورت و سیرت علم وعمل اور حال وقال میں پدر بزرگوار کی مثل تھے (۳٦) ـ شیخ کمال الدین سلیمان قریشی آپ کے خلیفہ تھے (۳۷) ـ شیخ رکن الدین نے اپنے داماد شیخ جلیل الله عرف علاء الدین شطاری ابن شیخ بایزید عرف علی

شطاری ابن شیخ اویس کو اپنا جانشین نامزد فرمایا ـ شیخ علاء الدین کو اپنے والد اور اپنے عم بزرگوار شیخ ابوالفتح هدیة الله سرمست دونوں سے اجازت و خلافت حاصل تھی (۳۸) ـ

شیخ علاء الدین شطاری کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ عبدالباقی عرف شیخ قطب الدین محمود شطاری نے بہار میں سلسله شطاریه کی ذمه داری سنبھالی ـ والد بزرگوار کے علاوہ آپ کو اپنے جد مادری شیخ رکن الدین سے بھی اجازت و خلافت تھی (۳۹) ـ شیخ قطب الدین محمود کے دو صاحبزادگان تھے ـ بڑے شیخ عبدالمومن عرف شیخ محی الدین (م ١٦٥٩ء) اور چھوٹے شیخ عبد المهیمن عرف شیخ معین الدین شطاری ـ والد کے بعد شیخ محی الدین شطاری صاحب سجادہ ہوئے اور اپنے برادر زادے شیخ عین الدین عبدالباری عرف رکن الدین احمد شطاری کو اپنا جانشین نامزد فرمایا (۴۰) ـ

شیخ رکن الدین احمد شطاری (١٧٠٥ ـ ١٦٢٦ء) سترھویں صدی میں بہار میں سلسله شطاریه کے مجدد تھے ـ آپ ایک عالم متبحر اور عظیم روحانی پیشوا تھے ـ آپ کے ملفوظات جو آپ کے خلیفه میر امام الدین راجگیری نے جمع کئے ھیں سلسله شطاریه کا اهم لٹریچر ہے (۴۱) ـ علاوہ ازیں تاریخ کے طالب علم کے لئے اس میں بڑے دلچسپ بیانات ھیں جن سے اس عهد میں صوبه بهار کی تاریخ و تمدن پر روشنی پڑتی ہے ـ شیخ رکن الدین جندھا کی خانقاہ میں مقیم رہے اور همه وقت شغل شطار میں مشغول رہے اور اسی کی تعلیم اپنے مریدین و متوسلین کو دیتے رہے ـ ان کے ملفوظات میں جن کتابوں اور ان کے مختلف نسخوں کا ذکر ہے ـ اس سے پته چلتا ہے که ان کا علم بڑا وسیع تھا اور مطالعے کے بے حد شوقین تھے ـ ان کی

خانقاہ علم شریعت اور علم معرفت کا ایک اہم مرکز تھا جہاں تشنگان علم اور وابستگان طریقت کا مجمع لگا رہتا تھا ۔

شیخ رکن الدین شطاری بجا طور پر بہار میں قاضن شطاری کی اولاد میں اس سلسلے کی آخری اہم شخصیت تھے اور اپنے بزرگوں کی عظیم روایات کے امین بھی ۔ آپ کے وصال پر میر امام الدین راجگیری نے قطعہ تاریخ (۳۲) لکھا :

پاس نفسی که واپسیں است — در حضرت شیخ رکن دیں است
جاں داد بذکر الله — تاریخ وفات او ازیں است
۱۱۱۷ھ/۱۷۰۵ء

دیگر

از انس آں شه عالی مقام
شادماں جاں داد اندر یاد ذات ★
۱۱۱۷ھ/۱۷۰۵ء

شیخ رکن الدین شطاری کے بعد اپ کی صاحبزادی کے نواسے شیخ محمد شفیع شطاری سجادہ نشین ہوئے (۳۳)۔

شیخ رکن الدین شطاری کے خلیفہ میر امام الدین راجگیری (۱۷۱۷ ـ ۱۶۴۸ء) بہار میں سلسلہ شطاریہ کے دور اخیر میں ایک قد آور شخصیت کے مالک تھے (۳۴) ـ میر امام الدین شیخ محمد قاضن شطاری کے داماد میر سید علی عرف منجھن دانشمند کی اولاد میں ساتویں پشت سے تعلق رکھتے تھے (۳۵) ـ آپ کا خاندان علمی و روحانی لحاظ سے ہمیشہ ممتاز رہا ـ تعلیم اپنے والد میر سید تاج الدین شطاری سے حاصل کی اور ان سے ھی سلسلہ شطاریہ میں بیعت و مجاز بھی تھے (۳۶) ـ اپنی جوانی کے ایام میں کئی بار بنگال کا سفر کیا اور شاہ نعمت اللہ فیروز پوری (م ۱۶۶۴ء) سے ملاقاتیں

★ قواعد ابجد کے اعتبار سے مصنف نے تاریخ وفات کے جو اعداد نکالے وہ محل نظر ھیں ادارہ) .

کیں اور استفادہ کیا (۴۷) ۔ ایک بار انھوں نے شاہ نعمت اللہ سے کچھ وصیت کرنے کو فرمایا تو شاہ نعمت اللہ نے فرمایا :

وصیت تو قرآن است ھر چه خواھی از قرآن بخواں و برآں عمل نما (۴۸) ۔

تمہارے لئے قرآن کی وصیت ہے جو کچھ پڑھنا چاھو اسی سے پڑھو اور اس پر عمل کرو۔

میر امام الدین راجگیری نے سلسلہ شطاریہ کی تعلیمات شرح کے ساتھ اپنی تصنیف مناھج الشطار میں درج کی ھیں جن کا ذکر پچھلے اوراق میں آ چکا ہے۔ ,, ملفوظات رکن الدین شطاری ،، بھی ان کی تالیف ہے۔ اس کے علاوہ ان کی ایک اور تالیف ,, اوراد امام الدین راجگیری ،، ہے جس میں صرف اوراد ووظائف جمع کئے ھیں(۴۹) امام الدین راجگیری کی تصانیف کا جائزہ لینے کے لئے اس مختصر سے مقالے میں گنجائش نہیں ہے۔ لہذا ان پر علیحدہ مقالے میں محاکمہ کیا جائے گا (۵۰) ۔

تعلیمات :

شیخ محمد قاضن شطاری کے ملفوظات کا مجموعہ معدن الاسرار سلسلہ شطاریہ کی تعلیمات کا پیش بہا خزانہ ہے اور ہندوستانی شطاری بزرگوں کا تحریر کردہ پہلا لٹریچر ہے۔ اس سے قبل شاہ عبداللہ شطاری نے رسالہ لطائف غیبیہ تصنیف کی تھی ۔ مگر شاہ عبداللہ ہندوستانی نہیں تھے وہ خراسان سے تشریف لائے تھے انھوں نے اپنی کتاب سلطان غیاث الدین خلجی فرمانروائے مالوہ کے نام ترتیب دی اور اس میں توحید کے اسرار ، وجد کے اطوار اور طریقت و حقیقت کے دقائق بیان فرمائے (۵۱) ۔ معدن الاسرار میں شیخ محمد قاضن نے شطاریہ سلسلہ کی تعلیمات کا نچوڑ پیش کیا ہے وہ توبہ سے

اپنا بیان شروع کرتے ھیں اور برزخ، تصور ، مرشد، ذکر اسم ذات ، اسماء وصفات ، مراقبہ، محاسبہ، مواعظ ، اذکار ،سیر الی اللہ ، وصول حق، ذکر نفی واثبات ، خودی و بیخودی، مجاھدہ ظاھری وباطنی، مشرب شطار ، فنافی الشیخ، سکرو صحو، فنا و بقا، شریعت، طریقت، حقیقت ، عشق اور اس کی ماھیت ، دعوت اسماء ، کشف اور شغل آئینہ بالتفصیل بیان فرماتے ھیں ۔ معدن الاسرار کے مرتب نے شیخ محمد قاضن کے ملفوظات کو اکسٹھ ابواب پر تقسیم کیا ہے اور شیخ کی تقریر کو پیران چھاردہ خانوادہ کے بیان پر ختم کیا ہے ۔

شیخ رکن الدین احمد شطاری نے اپنے ملفوظات میں درج بالا اجمال کی تفصیل پیش کی ہے ۔ ان کے ملفوظات میں شغل آئینہ ، دعوت اسماء اور اذکار و مراقبہ پر بڑا زور ہے ۔ تصوف کی تعلیمات کے ساتھ تاریخی واقعات اور صوفیائے متقدمین کی تصانیف مثلاً شیخ شرف الدین احمد منیری کی مکتوبات صدی، امام غزالی کی منھاج العابدین، قاضن شطاری کی معدن الاسرار ، مخدوم جلال الدین جھانیان جھاں گشت کی سراج الھدایہ اور محمود شبستری کی گلشن راز پر تفصیلی بیانات موجود ھیں ۔

میر امام الدین راجگیری کی کتاب مناھج الشطار سلسلہ شطاریہ پر جامع تصنیف ہے جسے انھوں نے مقدمہ اور پانچ مناھج پر تقسیم کیا ہے اور ھر منھج میں دس سے پچیس تک فصول ھیں جن میں انھوں نے اصول راہ سلوک، ارکان سلوک، ذکر و مراقبہ ، اوضاع اذکار ، اسماء وصفات ، احوال و اذکار و اوصاف خواجگان شطار اور نتائج و ثمرات وصول الی اللہ پر شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی ہے ۔

مجموعہ اوراد میں امام الدین راجگیری نے چوبیس گھنٹے کے اوراد و وظائف بیان کئے ھیں جس میں خواب سے بیدار ھونے ، حوائج

ضروریہ سے فراغت ، وضو و غسل، اذان و نماز، شب جمعہ و جمعہ ، تہجد ، چاشت، اشراق ، نماز استخارہ ، نماز جنازہ، عیدین وغیرہ کے آداب و ادعیہ ، اوراد سلسلہ قادریہ و شطاریہ ، مراقبہ و اذکار کے آداب و اشغال شامل ھیں ۔ ,, اوراد امام الدین ،، بجا طور پر سلسلہ شطاریہ کا دستور العمل ہے ۔

سلاطین و امراء سے تعلقات :

صوفیائے سلسلہ سہروردیہ کی طرح شطاری صوفیاء نے بھی سلاطین و امراء سے تعلقات روا رکھے تھے ۔ شاہ عبداللہ شطار کے سلطان غیاث الدین خلجی والی مالوہ سے گہرے مراسم تھے ۔ خود شاہ عبداللہ شطار شاہانہ طمطراق سے زندگی بسر کرتے تھے ۔ شیخ قاضن شطاری کے سلطان حسین شاہ شرقی سے روابط تھے اور سلطان اکثر ان کی خانقاہ میں حاضر ہوا کرتا تھا ۔ جس زمانے میں شیخ قاضن اپنے چھوٹے صاحبزادے شیخ ابوالفتح ھدیۃ اللہ سرمست کی تعلیم باطنی فرما رہے تھے ، اس زمانے میں بھی سلطان حسین ان کی خانقاہ میں حاضر ہوا کرتا تھا ۔ یہ شیخ ابو الفتح کی عمر کا چودھواں سال تھا لہذا والد نے چودہ دن کے طے کے روزے کا حکم دیا تھا (۵۲) ۔ گیارھویں روزے کے دن سلطان حسین خانقاہ میں آیا تھا ۔ شیخ رکن الدین احمد شطاری کا بیان ہے :

چوں یازدہ روزہ طے کردہ بودند کہ دریں ولاسلطان حسین شرقی برائے ملازمت مخدوم آمدہ بود ۔ حضرت شیخ ابو الفتح ھدیۃ اللہ سرمست بر یک ستون تکیہ دادہ بادب ایستادہ بودند نگاہ ظاھر و باطن بامخدوم داشتند چنانکہ از عالم خبر نداشتند ۔ بادشاہ سلطان حسین دید کہ بسیار نحیف از خود رفتہ بحضرت شیخ پیوستہ از خادمان پرسید کہ ایں کودک کیست؟ خادمان بعرض رسانیدند کہ پسر

حضرت شیخ است ، چهارده روزه را طے حکم شده است وایں یازدهم روزه است ـ سلطان حسین عرض نمود که یا حضرت ! در سن صغیر ایں قسم ریاضت باعث ضرر است ـ حضرت مخدوم جواب فرمودند که ایں ریاضت ضرر نمی کند بلک باعث قوت باطن است ـ سلطان آبدیده شد و گفت سبحان الله! خلقت ایں مردم از عالم بیرون است (۵۳)

(جب گیارھواں روزه تھا اسی وقت سلطان حسین شرقی حضرت مخدوم کی خدمت میں حاضر ھوا ـ حضرت ابو الفتح ھدیة الله سرمست ایک پایه پر ٹیک لگائے ھوئے ادب سے کھڑے تھے اور ظاھر و باطن کی نگاه حضرت مخدوم پر ڈالے ھوئے تھے ، دنیا کی کوئی خبر نه تھی ـ جب بادشاه حسین نے دیکھا که آپ بہت نحیف و لاغر ھو گئے ھیں اور شیخ کے حضور میں برابر حاضر رھتے ھیں تو خادموں سے پوچھا که یه لڑکا کون ہے ؟ خادموں نے جواب دیا که حضرت شیخ کے بیٹے ھیں، چوده دن کے طے کے روزے کا حکم ھوا ہے اور یه گیارھواں روزه ہے ـ سلطان حسین نے عرض کیا که اے حضرت ! کمسنی میں اس قسم کی ریاضت نقصان کا باعث ہے ـ حضرت مخدوم نے جواب دیا که یه ریاضت نقصان نہیں کرتی بلکه قوت باطن عطا کرتی ہے ـ سلطان حسین آبدیده ھو گیا اور کہا سبحان الله ! ایسے انسانوں کی خلقت دنیا سے باھر ہے ـ)

شہنشاه ھمایوں شیخ ابوالفتح ھدیة الله سرمست کا معتقد تھا اور جب ۹۴۶ ھـ مطابق ۱۵۳۹ء میں اس نے بنگال فتح کیا تو شیخ ابوالفتح کی خدمت میں حاضر ھوا تھا اور جب آگره واپس جانے لگا تو نہایت ادب و آرزو سے آپ کو اپنے ھمراه لیا ـ اثنائے راه بادشاه کو

دشمنوں کی نظر لگ گئی اور لشکر میں پراگندگی پھیل گئی مجبوراً شیخ ابو الفتح حاجی پور واپس ہو گئے (۵۴) ۔

جندھا کی خانقاہ میں شیخ ابو الفتح ھدیۃ اللہ سرمست کے زمانے کی ایک پالکی تھی جسے ھمایوں نے کاندھا دیا تھا ۔ یہ پالکی شیخ رکن الدین احمد شطاری کے عہد سجادگی تک موجود تھی ۔ ان کے پردادا شیخ علاء الدین نے اسے بڑے اہتمام سے رکھا تھا مگر جب عوام الناس میں یہ بات پھیلی کہ ھمایوں بادشاہ نے اسے کاندھا دیا تھا تو لوگ بڑے اشتیاق سے اسے دیکھنے آتے تھے ۔ یہ دیکھ کر شیخ علاءالدین نے اسے جلا دینے کا حکم دیا کیونکہ ان کی نظروں میں یہ دوکانداری ہو گئی تھی مگر ان کے صاحبزادے نے مشورہ دیا کہ جلانا مناسب نہیں ہے کیونکہ بزرگوں کا مرکب رہا ہے لہذا اس پالکی کو دوسری جگہ محفوظ کر دیا گیا (۵۵) ۔

ھمایوں، شیخ بہلول برادر شیخ غوث گوالیاری کا بھی معتقد تھا اور ھمایوں نے ان سے شغل شطار سیکھا تھا ۔ ملفوظات شیخ رکن الدین شطاری میں ھمایوں سے منسوب ایک رباعی اور ایک شعر موجود ہے ۔ فرماتے ھیں کہ شغل آئینہ کے دوران ھمایوں نے درج ذیل رباعی موزوں کی تھی (۵٦) ۔

در آئینہ گرچہ خود نمائی باشد پیوستہ زخویشتن جدائی باشد
خود را ابمثال غیر دیدن عجب است این بو العجبی کار خدائی باشد

اسی طرح ایک مکاشفہ کے دوران اس سے یہ شعر سرزد ھوا :

زغصہ غنچہ صفت تہہ بتہہ دلم خوں است
کہ باوجودیکے نسبتے دوئی چوں است

شیخ رکن الدین احمد کا خیال ہے کہ اس دوئی کا رمز یہ تھا کہ ھمایوں اپنی مراد ، مراد حق حاصل کرنا سیکھے ۔ شیر شاہ کے

ھاتھوں جو احوال تغیر پذیر ہوئے اس میں بھی مراد حق کی طرف اشارہ تھا (۵۷) ۔

شاھجہاں اپنے ایام شاہزادگی میں جب باغی ھوا تو بہار پہنچا تھا اس وقت بہت سے مشایخ نے اسے فتح کی بشارت دی تھی جس میں کوئی میاں فیروز پیش پیش تھے ۔ جب شاھجہان کو شکست ہوئی تو وہ دوبارہ پٹنہ آیا اور میاں فیروز سے اپنی نذر کی ہوئی رقم واپس لی ۔ جب معلوم ھوا کہ ان کاتعلق صوفیہ خام سے ہے اور ان کی اصلیت کا پتہ چلا تو انھیں پھانسی کا حکم دیا ۔ شطاریوں میں سے شیخ بدیع الدین شطاری سے بھی اپنی رقم واپس لی (۵۸) ۔

شہزادہ عظیم الشاں جو اس وقت بہار کا گورنر تھا شیخ رکن الدین احمد سے ملاقات کا بڑا مشتاق تھا اس نے اپنے خادم خاص محمد عاقل کو اجازت کے لئے بھیجا تھا مگر شیخ رکن الدین نے اجازت نہیں دی (۵۹) ۔ ان کے وصال پر شہزادے نے نذر و نیاز اور ختم قرآن کے لئے ایک حافظ جندھا بھیجا تھا (۶۰) ۔

شیخ محی الدین شطاری کے زمانے میں میرک عطاء اللہ صوبہ بہار کا دیوان تھا اور اکثر جندھا میں ان کی خانقاہ میں حاضر ھوا کرتا تھا ۔ مرحوم کو اشراف اور خصوصاً سادات راجگیر سے اعتقاد خاص تھا ۔ شیخ رکن الدین احمد ایام جوانی میں اس سے بہت قریب تھے (۶۱) ۔

فرخ سیر اپنے ایام شاہزادگی میں کئی بار راجگیری آیا اور میر امام الدین سے ملاقاتیں کیں ۔ پٹنہ سے دھلی روانہ ھونے سے قبل بھی وہ اپنی ماں اور سید حسین علی خان کے ھمراہ راجگیر پہنچا تھا اور میر امام الدین سے درخواست کی تھی کہ وہ بھی اس کے ساتھ دھلی چلیں مگر پیرانہ سالی کے سبب میر امام الدین نے معذرت کرلی اور

فتح و نصرت کی دعاء دی اور اپنے خلیفہ میر سید تقی قطبی عرف درویش بے ریا کو سلطان کے ساتھ روانہ کیا (٦٢) ۔

مختصراً یہ کہ پندرھویں صدی عیسوی کے ربع آخر سے لے کر اٹھارھویں صدی کے ربع اولی تک بہار اور اس کے نواح میں شطاری صوفیائے کرام رشدو ہدایت اور اس سلسلے کی تعلیمات کو عام کرنے کی کوششوں میں ہمہ تن مصروف تھے ۔ انھوں نے اپنی تبلیغ کے ذریعہ دین کامل کو فروغ دیا اور تصوف و عرفان کی ایسی شمع روشن کی جو ڈھائی سو سال تک پوری آب و تاب کے ساتھ روشن و تابناک رھی اور اس کے بعد بھی طالبان راہ سلوک کو صراط مستقیم دکھاتی رھی ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس سلسلے اور اس کی خدمات پر مزید کام کیا جائے تاکہ عہد وسطی میں بہار کی علمی و تہذیبی تاریخ میں مختلف روحانی سلاسل کے بزرگوں کی خدمات کو صحیح طور پر سامنے لایا جا سکے ۔

حـوالہ جات و حـواشی

١ ـ عبد الرحمن جامی، نفحات الانس ، دھلی ، ١٢٨٤ھ ، ص ٣٨ ـ ٣٩ .

٢ ـ میر امام الدین راجگیری ، مناھج الشطار (مخطوطہ) خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری ، پٹنہ، نمبر ٤٣٢٢، ورق ٣٣ ب و ٣٤ الف .

٣ ـ میر سید علی عرف منجھن، معدن الاسرار ملفوظات شیخ محمد قاضن دانشمند (مخطوطہ) کتبخانہ خانقاہ مجیبیہ ، پھلواری شریف ، پٹنہ ـ باب سی و یکم دربیان مشرب شطار و دین کامل ، ورق ٣٦ ب ـ

٤ ـ ایضــاً ـ

٥ ـ میر امام الدین راجگیری ، ملفوظات رکن الدین شطاری ، (مخطوطہ) خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری ، پٹنہ ، نمبر ١٨٤٣ و نیز نمبر ٣٠١٠ ـ

٦ ـ ملفوظات رکن الدین شطاری ، ورق ٣٣ ب ـ

۷۔ Khaliq Ahmad Nizami
The Shattari Saints and their attitude towards the State, Medieval India Quarterly, vol. I No. 2, Aligarh, October 1950, p. 56

۸۔ شیخ عبدالحق محدث دھلوی ، اخبار الاخیار ، دھلی ، ۱۳۰۹ھ ، ص ۲۰۱ ۔ ۲۰۲ ۔

۹۔ آثار قدیمه اور قدیم هندوستان کی تاریخ کے ماھرین کا خیال ہے که برتنوں کے جو چمکدار ٹکڑے اس علاقے سے دستیاب ھوئے ھیں وہ N. B. P یعنی Northern Black Polished Ware Phase سے تعلق رکھتے ھیں جس کا زمانه ۶۰۰ سال قبل مسیح سے آغاز عهد مسیح تک ہے۔ ملاحظه ھو رام شرن شرما کی کتاب ، Ancient India, New Delhi 1977, P-78۔

۱۰۔ اصل کتبه سنسکرت میں ہے۔ متن اور انگریزی ترجمه کے لئے ملاحظه ھو رام اوتار شاستری کا مضمون :

Maner Copper-Plate of King Govinda Chandra Dev of Kannauj, Journal of Bihar and orrisa Research Society, Patna, vol. II 1916, pp. 443-44.

تانبے کے اس دان پتر پر مذکور ترکوں کے ٹیکس سے بعض مورخین اور تذکرہ نگاروں نے یه نتیجه اخذ کر لیا که مسلمان (ترک) بہار اور اس کے نواح میں اس زمانے میں موجود تھے ۔ پروفیسر سید حسن عسکری نے ،

Bihar through the ages, edited by R.R. Diwakar, Patna 1959.

کے صفحه ۳۸۱ پر اور طیب ابدالی نے حضرت صوفی منیری کے نثری کارنامے، الہ آباد ۱۹۷۷ء کے صفحه ۲۷ پر اس طرف اشارہ کیا ہے۔ حالانکه ترکوں کا ٹیکس دراصل ایک دفاعی تدبیر تھی جو ترک حمله آوروں کو قنوج کا گرھوال راجه ادا کیا کرتا تھا ۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظه ھو پال جیکسن کی کتاب ،

The way of a Sufi: Sharfuddin Maneri, Delhi 1987, p-16.

۱۱۔ تعجب ہے که مناقب الاصفیاء مصنفه مخدوم شعیب فردوسی جو مخدوم شرف الدین احمد منیری اور ان کے مشایخ کی سب سے پہلی اور مستند سوانح ہے اس سلسلے میں خاموش ہے اور تاج فقیه کے منیر آنے کا کوئی تذکرہ اس میں نہیں ہے۔ سب سے پہلا تذکرہ جس میں تفصیل سے ذکر ملتا ہے وہ فرزند علی صوفی منیری کا ترجمه مناقب الاصفیاء موسوم به ,, وسیله شرف و ذریعه دولت،، ہے جو ۱۳۱۱ ھ مطابق ۱۸۹۳ء کی تصنیف ہے۔ اب تک اس کے چار ایڈیشن شائع ھو چکے ھیں ۔ پہلی بار ۱۳۱۳ ھ میں دوسری بار ۱۳۳۳ ھ میں تیسری بار ۱۹۶۱ء اور چوتھی بار طیب ابدالی نے حواشی کے ساتھ مرتب کرکے الہ آباد سے ۱۹۶۵ء میں شائع کی ۔ سید ضمیر الدین احمد نے سیرت الشرف، پٹنه ۱۹۰۱ء میں مختصراً اس ذکر کو دھرایا ہے۔ طیب ابدالی ، ,,صوفی منیری کے نثری کارنامے ،، ھیں ، ص ۲۸ ۔ ۲۷ پر یہی بات لکھتے ھیں ۔ تینوں تذکرہ نگاروں نے تاج فقیه کو فاتح منیر قرار دیا ہے اور صوفی منیری کا تصنیف کردہ قطعه تاریخ اس کے ثبوت میں دیا ہے :

یافت چوں بر راجه منیر ظفر   داد امام ازدیں جهانے را نوے
هست منقول از بزرگان سلف   سال آں دین محمد شد قوی
۵۷۶ھ

دین محمد شد قوی ، پروفیسر سید حسن عسکری نے بھی اپنے ایک مضمون میں جو ڈاکٹرکی Bihar through the Ages میں شامل ہے دیا تھا مگر اب ان کا خیال ہے کہ یہ قطعہ تاریخ بہت بعد کی تصنیف ہے لہذا اس پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا ۔

۱۲ ۔ صوفی منیری رقم طراز ھیں ، ,, حاصل کلام حضرت امام تاج فقیہہ کا دل اس کفرستان میں نہ لگا ۔ بعد فتح صاحبزادوں کو اپنی جگہ پر چھوڑ کر وطن کی طرف مراجعت کی ,, وسیلہ شرف و ذریعہ دولت ، ص ٦۷ ۔ ۔ حیرت کی بات ہے کہ جس علاقے کو فتح کرنے کے لئے ہزاروں میل کی مسافت طے کرکے اور سفر کی صعوبتیں برداشت کرکے تشریف لائے اسے کفرستان کہہ کر چھوڑ گئے ۔ دراصل صوفی منیری نے مبالغے سے کام لیا ہے اور خوشگوئی بھی کافی کی ہے مگر اسے نباہ نہیں سکے ھیں ۔ اس کتاب کے فاضل مرتب طیب ابدالی نے بھی تحقیق و جستجو سے کام نہیں لیا ورنہ معاملے کی تہہ تک پہنچ سکتے تھے ۔

۱۳ ۔ شیخ شرف الدین احمد منیری کے جد امجد ۔

۱۴ ۔ شیخ محمد قاضن شطاری کے جد اعلی ۔

۱۵ ۔ آپ کے صاحبزادے شیخ سلیمان کاکو ضلع گیا جو منیر سے ۳۵ کیلو میٹر کی دوری پر ہے آباد ھو گئے تھے ۔ آپ کی اولاد اب تک کاکو میں آباد ہے ۔

۱٦ ۔ سیرت الشرف کے مصنف سید ضمیر الدین احمد اس سلسلے میں لکھتے ھیں ، ,, کوئی قابل اعتبار امر اس بارے میں ھاتھ آنا قریب قریب ناممکن ہے ۔ ناقلین نے جو نقلیں لکھی ھیں وہ نہایت مختلف و مخدوش ھیں ۔ ہرگز قابل قبول و لائق تسلیم نہیں کیونکہ جتنی تحریریں اس امر میں ھوئی ھیں وہ مولانا (تاج فقیہہ) کے بعد کی ھیں ,, ۔ ص ۴۳ ۔ مگر فاضل مصنف نے بھی ,, دین محمد شد قوی ,, والے قطعہ تاریخ کو فتح منیر کے سلسلے میں نقل فرمایا ہے ۔ معین الدین دردائی کا خیال ہے کہ تاج فقیہہ نے اپنے آنے کے چھٹے سال راجہ منیر سے جہاد کیا ۔ ملاحظہ ھو تاریخ سلسلہ فردوسیہ ، ۱۹٦۰، ص ۱۳۹، لیکن دردائی کا بیان اور زیادہ ناقابل قبول ہے انھوں نے کوئی ثبوت بھی اس کے لئے فراھم نہیں کیا ۔ صباح الدین عبدالرحمن ، بزم صوفیہ میں اس سلسلے میں خاموش ھیں البتہ ابو الحسن علی ندوی نے ,, وسیلہ شرف و ذریعہ دولت ,, کی روایت قبول کر لی ہے ملاحظہ ھو تاریخ دعوت و عزیمت ، جلد ۳ ، لکھنئو ۱۹۷۸ء ، ص ۷۸ ۔ ۷۷ ۔ مولوی عبدالرحیم صادقپوری کا خیال ہے کہ تاج فقیہہ اپنے پیر شہاب الدین سہروردی کے حسب الارشاد تشریف لائے اور ان کے لشکر میں ساڑھے تین سو آدمی تھے ۔ تذکرہ صادقہ ، الہ آباد ۱۹۲۷ء ، ص ۱۳ ۔ مولوی عبدالرحیم نے بھی زبانی روایت پر یہ بات لکھی ہے ۔

۱۷ ۔ Khalique Ahmad Nizami,
Comprehensive History of India, Vol. V, Delhi 1970, pp. 137-38.

۱۸ ۔ Hasan Nishat Ansari,
An Inscription from Gaya of V.S.1257 Referring to the Reign of Sultan Mu'izuddin, Journal of Bihar Research Society, Vol. LII, 1966, p-85.

۱۹ ۔ Pal Jaksan
The way of a Sufi: Sharfuddin Maneri, p-16.

۲۰ ۔ موجودہ شجرہ نسب اور شیخ محمد قاضن شطاری کی اولاد کا نسب نامہ شیخ رکن الدین شطاری (م ۱۰۷۵ء) ملفوظات رکن الدین شطاری میں موجود ہے۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے تاریخ مشایخ چشت، جلد اول ، دهلی ۱۹۸۰ء کے صفحہ ۱۸۳ پر بہار کے شطاری صوفیاء کا جو شجرہ دیا ہے اسے شیخ محمد قاضن شطاری کے چھوٹے صاحبزادے ابو الفتح هدیة الله سرمست سے منسوب کیا ہے حالانکہ یہ سلسلہ بہار میں شیخ محمد قاضن شطاری کے بڑے صاحبزادے شیخ اویس سے جاری ہوا ، جیسا کہ زیر نظر نسب نامے اور مناهج الشطار اور ملفوظات رکن الدین شطاری سے ظاهر ہے۔

۲۱ ۔ گلزار ابرار کے مصنف نے شیخ محمد قاضن کا نام شیخ محمد علا بنگالی تحریر کیا ہے اور لکھتے هیں کہ آپ شیخ قاضن شطاری کرکے مشہور هیں ۔ ممکن ہے غوثی شطاری نے شیخ قاضن بن علا کو ایک هی نام سمجھا هو ۔ „ اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ، ص ۲۰۳ “ ۔

۲۲ ۔ معدن الاسرار ، شیخ محمد قاضن شطاری کے داماد اور خلیفہ میر سید علی المشتهر به منجهن دانشمند نے جمع کیا تھا ۔ یہ کتاب سلسلہ شطاریہ کی تعلیمات اور تصوف کے اسرار و رموز کا ایک نادر مجموعہ ہے اور غالباً شاہ عبداللہ شطار کی لطائف غیبیہ کے بعد پہلا شطاری لٹریچر ہے لیکن غوثی شطاری یا کسی دیگر تذکرہ نگار نے اس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ بہار میں اس کے دو نسخے موجود هیں۔ ایک نسخہ منیر کے شاہ یوسف کی ملکیت ہے اور دوسرا نسخہ کتبخانہ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف میں ہے۔ اس کا سنہ کتابت ۱۲۳۶ ھ ہے۔ راقم الحروف کو یہ نسخہ حضرت مولانا شاہ محمد امان اللہ قادری علیہ الرحمۃ نے از راہ شفقت مطالعے کے لئے عنایت فرمایا تھا ۔ اللہ ان کے مدارج بلند فرمائے ۔ بہار و بنگال کے علمی و روحانی حلقوں میں یہ کتاب بہت مقبول رهی ہے۔ اس کا ایک نسخہ شیخ عبدالرحیم سور کے پاس تھا ۔ جب راجہ مان سنگھ نے عبدالرحیم سور کو زیر کیا تو اس کا کتبخانہ بھی قبضے میں لے لیا تھا اور معدن الاسرار کا نسخہ شیخ محمد قاضن کی خانقاہ میں اس وقت کے صاحب سجادہ شیخ علاء الدین کو بھجوا دیا تھا ۔ جب شیخ عبدالرحیم سور کے حالات بہتر هوئے تو اس نے اس کتاب کے لئے تقاضا کیا ، شیخ علاء الدین نے اسے نقل کروا کے شیخ بر مزید کے ذریعہ عبدالرحیم سور کو بھجوا دیا ۔ ملاحظہ هو ، ملفوظات رکن الدین شطاری ، ورق ۲۵ ب ۔ عبدالرحیم سور کے حالات کے لئے ملاحظہ هو ڈاکٹر نذیر احمد کا مضمون ، فرهنگ شیر خانی ، غالب نامہ ، دهلی ، جلد ۴ ، شمارہ ۲ ، ۱۹۸۳ء ، ص ۱۱۹ ۔

۲۳ ۔ شیخ زاهد ، ضلع سارن، بہار کے رہنے والے تھے اور وهیں مدفون بھی هیں ۔ آپ شیخ عیسی جونپوری کے خلیفہ هیں جن کا سلسلہ دو واسطوں سے شیخ نصیر الدین چراغ دهلی کو پہنچتا ہے۔ شیخ زاهد اپنے عہد کے مرتاض بزرگ تھے ۔ غوثی شطاری کا بیان ہے کہ „ آپ کا سرزانوائے مراقبہ کے سوا کچھ جانتا هی نہیں تھا اور آپ کی آنکھیں گریہ شوق کے علاوہ کچھ پسند هی نہیں کرتی تھیں ۔ آپ کے سینے میں شورش عشق کے سوا کسی قسم کا خیال نہیں تھا اور آپ کے ضمیر میں یاد مولیٰ کے سوا کوئی بات نہیں آتی تھی ۔ آپ نے زندگی کا تمام زمانہ مراقبہ اور انتظار میں گذارا ۔ اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ، ص ۲۶۲ ۔

۲۴ ۔ معدن الاسرار ، ورق ۳۹ ب ۔ شیخ محمد قاضن شطاری کے بیان سے غوثی شطاری کی اس بات کی تردید هوتی ہے کہ شاہ عبداللہ شطار کے بیان ، „ طالبی هست کہ بیایدتا اورا بخدا راہ نمایم “

پر شاہ محمد قاضن نے انہیں فضول گو کہا تھا ۔ ملاحظہ ہو ،، اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ص ۱۶۳ ،، ۔

۲۵ ۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی ، اخبار الاخیار ، ص ۲۰۲ ۔ ۲۰۱

۲٦ ۔ آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے کہ شاہ عبداللہ شطار بن حسام الدین بن رشید بن ضیاء الدین بن نجم الدین بن جمال الدین بن شیخ شہاب الدین عمر سہروردی ۔ ملاحظہ ہو ملفوظات رکن الدین شطاری و نیز اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ، ص ۱٦۱ ۔

۲۷ ۔ شاہ عبداللہ شطار کا شجرہ سلسلہ یوں ہے عبداللہ شطار خلیفہ شیخ محمد عارف خلیفہ شیخ محمد عاشق خلیفہ پدر خود شیخ خدا قلی ماور النہری خلیفہ شیخ ابو الحسن عشقی خلیفہ مولانا ابو المظفر ترک خلیفہ شیخ ابویزید اعرابی خلیفہ شیخ محمد مغربی خلیفہ شیخ ابویزید بسطامی ، اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ، ص ۱٦۱ ۔

۲۸ ۔ اخبار الاخیار ، ص ۲۰۲ ۔

۲۹ ۔ ایضـاً ۔

۳۰ ۔ مناہج الشطار کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ شطاریہ کی تعلیمات پر شیخ محمد قاضن شطاری کی ایک تالیف اوراد شاہ ابو الفتح تھی جو انہوں نے اپنے چھوٹے صاحبزادے ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست کے لئے ترتیب دی تھی ۔ راقم الحروف نے اسے بہت تلاش کیا مگر اب تک نہیں مل سکی ۔ اس کتاب سے مختلف ادعیہ و تعلیمات میر امام الدین راجگیری نے مناہج الشطار میں نقل کئے ہیں ۔

۳۱ ۔ Syed Hasan Askary, A Fifteenth Century Shattari Sufi Saint of North Bihar, Journal of Bihar Research Society, Vol. XXXVII, Pts. 1-2, 1951, P-76.

۳۲ ۔ Archaelogical Survey of India Report, Vol. XVI.

۳۳ ۔ شاہ دولت منیری سولھویں صدی میں بہار کے ایک عظیم صوفی بزرگ تھے ۔ آپ کا مزار منیر میں ایک عالیشان عمارت میں واقع ہے ۔ حالات کے لئے ملاحظہ ہو اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ، ص ۹۷ ۔ ۵۹۵ ونیز وسیلہ شرف و ذریعہ دولت ص ۳۵ ۔ ۱۲۹ ۔

۳۳ ۔ ملفوظات رکن الدین شطاری ، ورق الف ۔ غوثی شطاری رقمطراز ہیں کہ آغاز جوانی میں آپ پدر بزرگوار کی تلقین سے رہ گئے تھے اور شیخ ظہور حاجی حمید حضور نے آپ کی رہنمائی کی ، ص ۲۲۳ پھر شیخ ظہور حاجی حمید کے بیان میں فرماتے ہیں کہ قاضن شطاری کی رحلت کے بعد مخدوم زادہ حقیقی کی خدمت میں رہ کر جس قدر فیض شاہ قاضن کی خدمت سے باقی رہا تھا حاصل کیا ، ص ۲۲۱ ۔

غوثی شطاری کی اس ژولیدہ بیانی نے مؤرخین کو یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور کیا کہ شاہ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست شیخ ظہور حاجی حمید حضور کے خلیفہ تھے حالانکہ معاملہ برعکس ہے ۔ شیخ ظہور حاجی حمید حضور نے شیخ ابو الفتح ہدیۃ اللہ سرمست سے استفادہ کیا تھا اور مجاز بھی ہوئے تھے ۔ ملاحظہ ہو اخبار الاخیار ، ص ۲۸۹ ۔ شیخ ظہور حاجی

حمید حصور اور ان کے خلیفہ غوث گوالیاری کے خدمات کے لئے ملاحظہ ہو پروفیسر خلیق احمد نظامی کا مضمون :

The Shattari Saints and their attitude towards the States Medieval India Quarterly, Vol-I, No. 2, October 1950.

۳۵ ـ شیخ ابو الفتح هدیة الله سرمست کے دو اور خلفاء تھے شیخ تاج الدین شطاری اور شیخ منگن شطاری ملاحظه هو ملفوظات رکن الدین شطاری ، ورق ۳ الف ـ

۳٦ ـ اذکار ابرار ترجمه گلزار ابرار ، ص ۲۲۳ ـ

۳۷ ـ شیخ کمال الدین سلیمان قریشی مصنف گلزار ابرار غوثی شطاری مانڈوی کے پیر تھے ـ حالات کے لئے ملاحظه هو ، اذکار ابرار ترجمه گلزار ابرار ، ۳۰۸ ـ ۳۰۷ ـ

۳۸ ـ ملفوظات رکن الدین شطاری .

۳۹ ـ ایضـــاً ـ

۴۰ ـ ایضـــاً ، ورق ٦۳ الف ـ

۴۱ ـ میر امام الدین راجگیری نے بڑی کاوش سے یه ملفوظات جمع کئے هیں اور تاریخ ، سنه اور وقت ملاقات بھی درج کیا ہے ـ ۴۳ اوراق کے اس مخطوطے میں انہوں نے کچھ وقفے کے ساتھ ۱۱۰۴ھ مطابق ۱٦۹۲ ء سے ۱۱۱۷ هـ مطابق ۱۷۰۵ء تک کے بیانات درج کئے هیں ـ چونکه میر امام الدین راجگیر میں رهتے تھے اور وقتاً فوقتاً اپنے شیخ سے ملنے جندها جاتے تھے لهذا کچھ وقفوں کا هونا فطری ہے ـ دوسرے یه که ملفوظ جمع کرنے کا خیال بھی انهیں دیر سے هوا ـ

۴۲ ـ ملفوظات رکن الدین شطاری ، ورق ۴۷ ب

۴۳ ـ سجادگی کے وقت شیخ محمد شفیع کی عمر کم تھی اسی لئے شیخ رکن الدین نے میر امام الدین کو وصیت کی تھی که ،

در حق بابا محمد شفیع مهربانی خواهید کرد

گمان هوتا ہے که شیخ محمد شفیع کی تعلیمات میر امام الدین راجگیری کی نگرانی میں مکمل هوئیں ـ

۴۴ ـ شیخ رکن الدین شطاری نے ۱۰٦۸ هـ مطابق ۱٦۵۷ ء میں میر امام الدین راجگیری کو خرقه و خلافت عطا کیا ـ ملاحظه هو مناهج الشطار ، ورق ۳٦۱ الف ـ

۴۵ ـ میر سید علی عرف منجهن دانشمند کے جد اعلی میر سید عماد الدین محمد حسنی البغدادی هندوستان تشریف لائے ، پہلے دهلی پھر جونپور میں قیام پذیر هوئے ـ میر منجهن کے والد میر سید محمد جیو دانشمند جونپور سے بہار تشریف لائے اور راجگیری میں قیام پذیر هوئے ـ مولوی کریم الدین نے میر سید محمد جیو دانشمند کو سلطان فیروز شاہ شرقی کا داماد اور مخدوم بدر الدین بدر عالم زاهدی کا هم زلف لکھا ہے ـ مولوی کریم الدین کا یه بیان گمراه کن ہے کیونکه شرقی سلاطین میں فیروز شاہ نام کا کوئی بادشاه نهیں گذرا اور مخدوم بدر عالم زاهدی اور میر سید محمد بعدزمانی ہے ـ مخزن الانساب ، پٹنه ۱۳۳۲، ص ١٦ ـ

۴٦ ـ میر امام الدین کو ان کے والد نے ۱۰۹۴ هـ مطابق ۱٦۸۳ میں خلافت سے سرفراز کیا ـ مناهج الشطار ، ۳٦۲ الف ـ

۴۷ ـ شاه نعمت الله فیروز پوری کے حالات کے لئے ملاحظه هو، مناهج الشطار ورق ۵۹ ب ـ ٦۳ ب ونیز ملاحظه هو عبدالحی ، نزهة الخواطر ، حیدرآباد ، ۱۹۷۰ء جلد ۵ ، ص ۲۳ ـ ۲۲۳ ، اعجاز الحق قدوسی ، تذکره صوفیائے بنگال ، لاهور ۱۹٦۵ ، ص ۲۱ ـ ۱۹ ۳ ـ

۴۸ ـ مناہج الشطار ، ورق ٦٣ ب ـ
۴۹ ـ اوراد امام الدین راجگیری کا نسخہ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کے کتبخانے میں موجود ہے اور مدن الاسرار کے نسخے کے ساتھ مجلد ہے ـ
۵۰ ـ راقم الحروف ملفوظات رکن الدین شطاری کا نسخہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری ، پٹنہ کے لئے ایڈٹ کر رہا ہے ـ
۵۱ ـ اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ، ص ١٦٢
۵۲ ـ طے کے روزے کا افطار صرف تین گھونٹ پانی سے ہوتا ہے اور پھر دوسرے روزے کی نیت کر لی جاتی ہے ـ
۵۳ ـ ملفوظات رکن الدین شطاری ورق ۴۸ ب ـ
۵۴ ـ اذکار ابرار ترجمہ گلزار ابرار ، ص ۲۲۳ ـ
۵۵ ـ ملفوظات رکن الدین شطاری ، ورق ۷ ب ـ
۵٦ ـ ایضاً ، ورق ١۵ الف ـ دیوان ہمایوں بادشاہ ، مخطوطہ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری ، ایکسیشن نمبر ١٢۵٩ ، ورق ٢١ الف پر اس رباعی کا دوسرا شعر موجود ہے ـ دیوان ہمایوں کا یہ نسخہ نامکمل ہے ـ
۵۷ ـ ایضاً ، ورق ۴۵ ب
۵۸ ـ ایضاً ـ
۵۹ ـ ایضاً ، ورق ۴۵ الف
٦٠ ـ ایضاً ، ورق ۴۷ ب ـ
٦١ ـ ایضاً ، ورق ١٦ الف
٦٢ ـ مخزن الانساب ، ص ١٨ و نیز ص ٣٧ ـ